از: ڈاکٹر اختر مہدی
جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

انقلاب اسلامی ایران کی ۲۶ ویں سالگرہ

۱۱ فروری ۲۰۰۵ء انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کی ۲۶ ویں سالگرہ کا دن ہے درحقیقت یہ ایران کے اس عوامی اور اسلامی انقلاب کی کامیابی کی یاد تازہ کرتا ہے جس کے سایہ میں حق نے باطل پر، خون نے شمشیر پر اور ملک کے خالی ہاتھ عوام نے مسلح شاہی افواج پر ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل کی تھی جس کی مثال تاریخ کے صفحات میں کہیں نہیں ملتی۔ اس انقلاب کے دوران ملک کے نہتے مجاہدوں نے اپنے مثالی ایثار وجہاد کے ذریعہ پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈھائی ہزار سالہ شاہی حکومت نابودی کے گڑھے میں ایسی لڑھکی کہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہ گیا اور جس کی عظیم الشان کامیابی کے فوراً بعد ہی قائد انقلاب اسلامی حضرت امام خمینیؒ نے بڑی قاطعیت کے ساتھ حکومت کے خدوخال اور رنگ وروپ کو ان الفاظ کے ساتھ واضح کردیا۔ ”فقط جمہوری اسلامی، نہ یک حرف کم ونہ یک حرف زیاد۔“ اور استصواب عامہ کے دوران فرزندان توحید نے اپنی بھرپور حمایت کے ذریعہ ساری دنیا پر یہ ثابت کردیا کہ ان کے قائد عظیم الشان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پتھر کی لکیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ملک کا بچہ بچہ امام خمینیؒ کے اس قول کو عملی جامہ پہنانے میں سرگرم ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم اسلامی حکومت کی تشکیل عمل میں آگئی جس میں حاکمیت مطلقہ تو پروردگار عالم کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے اور باہمی مشاورت کے ذریعہ قانون کے نفاذ کا کام انجام پاتا ہے۔ اسلامی جمہوریت میں مادی ترقی کو عظمت

ومربلندی کا منارہ نہیں قرار دیا گیا اور اسی طرح اقتصاد کو مقصد حیات نہیں بلکہ وسیلۂ حیات تسلیم کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں مندرج الٰہی قوانین اور سیرت پیغمبر کی بنیاد پر ملک کے آئین کی تدوین انجام پاتی ہے جس میں دنیائے بشریت کی کسی عظیم طاقت یا شخصیت کی غلامی کے بجائے قادر مطلق کی بندگی اور سیرت رسول کی پیروی کو نمایاں اہمیت حاصل ہے اور جس کے بموجب ملک کا ہر باشندہ اپنے ہر قول وعمل کے لئے بارگاہ عالیہ خداوندی میں جوابدہ ہے۔ درحقیقت انسانی عقل حیران ہے کہ خمینیؒ جیسا عالم دین ایک نامور سیاست داں کیسے بن گیا جس نے نہ یورپ کی کسی یونیورسٹی سے کوئی خصوصی سند حاصل کی اور نہ دنیا کے کسی ماہر سیاست کی پیروی انجام دی بلکہ اس کے بالکل برعکس انہوں نے دینی مدرسہ ومکتب کے ماحول میں آنکھ کھولی تھی اور کسی شاہی محل کے بجائے مسجد کے حجرے میں پرورش پائی تھی اور مسجدوں کے پاکیزہ ماحول میں انھوں نے پاکیزگی نفس کی منزلیں طے کی تھی اور اپنے نفس کو دنیا کی تمام آلودگیوں سے پاک رکھا تھا۔ ان کا عقیدہ وایمان تھا کہ مذہب اور سیاست کے درمیان علیحدگی درحقیقت اسلام دشمن سازش کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے اپنے عملی نمونوں کے ذریعہ ان لوگوں کے ذہنوں کی پاکیزگی کا کارنامہ انجام دیا جن کے ہاتھوں میں ملک کی سیاسی باگ ڈور دینی تھی واضح رہے کہ اگر ماہرین سیاست اپنے ذہنوں کو ہر ممکن بدعنوانیوں اور آلودگیوں سے دور رکھیں تو سیاست عین عبادت بن جائے گی اور مسلمان رہبانیت سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے ملک کے جملہ سیاسی امور میں اسی طرح دلچسپی لے گا جس طرح وہ مذہبی امور میں سرگرم رہا کرتا ہے۔شاید یہی وہ عظیم مقاصد تھے جن کی وجہ سے اوائل انقلاب میں جب فرانسیسی اخبار کے نمائندوں نے ان سے یہ کہا کہ ”خمینی صاحب ! لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ کے اس انقلاب نے ایران کو پسماندہ ، ملک میں تبدیل کردیا ہے اور یہ ملک ترقی کے میدان میں پچاس سال پیچھے چلا گیا ہے۔“ امام خمینی نے اس بے بنیاد الزام پر کسی ناراضگی کا مظاہرہ کئے بغیر فرمایا۔” میرے دوست ! میں ایران کو چودہ سو برس پیچھے لے جانا چاہتا ہوں تا کہ ترقی کو اسلامی

اور انسانی معیار و اقتدار کی کسوٹی پر پرکھا جاسکے۔" اسی طرح جب نامور عالمی صحافیوں نے ان سے یہ پوچھا کہ "خمینی صاحب! چلئے ٹھیک ہے۔ یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ آپ اپنی زندگی تک ایران کو اسلامی تعلیمات کا پیرو بنائے رکھیں گے لیکن آپ کے بعد کیا ہوگا؟" آپ نے غیر معمولی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔" اسلام میں شخصیت پرستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایران کے اسلامی ماحول اور مقدس تعلیمات عالیہ الٰہیہ کی آغوش میں پرورش پانے والا اس ملک کا ہر بچہ خمینی ہے۔" اگر ان کے منہ سے نکلے ہوئے اس جملے کی تعریف اس وقت کی جاتی تو یقیناً اس میں خوشامد پسندی اور لابہ گری کے عنصر تلاش کئے جاسکتے تھے لیکن آج ان کی وفات کے بعد تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن ایران اپنی خالص اسلامی اور انسانی سیاست پر کوہ ہمالیہ کی طرح اٹل دکھائی دیتا ہے اور ایرانی رہنماؤں کے ثبات قدم میں ذرہ برابر لغزش نظر نہیں آتی بلکہ اس ملک کے ہر بچہ کی زبان سے یہی جملہ سنائی دے رہا ہے۔" امام خمینی کے نام کے بغیر دنیا کے کسی علاقے میں بھی اس انقلاب کی کوئی شناخت نہیں ہے۔"

بہر حال اسلامی انقلاب کی سالگرہ کے موقع پر اس کی اہمیت و افادیت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے یہ لازمی معلوم ہوتا ہے کہ اس انقلاب سے قبل رائج حالات کا مختصر تجزیہ بھی پیش کردیا جائے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ ۱۹۷۹ء میں دنیا دو بڑی طاقتوں کے درمیان بٹی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک جماعت مشرقی بڑی طاقت کے سایہ میں زندگی بسر کررہی تھی جس کی باگ ڈور سابقہ سوویت یونین (USSR) کے ہاتھوں میں تھی اور دنیا کے باقی ممالک مغربی بڑی طاقت کے دست نگر تھے جس کی باگ ڈور امریکہ کے ہاتھوں میں تھی۔ مشرقی بڑی طاقت اشتراکی نظام حکومت کی پیرو اور مغربی بڑی طاقت سرمایہ دارانہ نظام کی علمبردار تھی اور دنیا کے اکثر ملکوں میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ حقیقی استقلال کی لذتوں سے لطف اندوز ہوپاتے۔ ایران میں شاہی حکومت قائم تھی اور یہ حکومت پوری طرح امریکہ کی غلامی میں سرگرم تھی بلکہ صرف ایران میں ہی نہیں بلکہ اس پورے علاقے میں امریکی مفاد کی نگہبانی کرنا سابقہ ایرانی حکومت

کا فریضہ تھا۔سرکاری اعتبار سے دیکھا جائے تو شاہی حکومت کے زمانہ میں بھی ایران کا سرکاری مذہب اسلام تھا اور عقیدہ کے اعتبار سے حکومت شیعہ اثنا عشری عقائد کی پیروی کا مظاہرہ کیا کرتی تھی ۔لیکن عملی اعتبار سے شاہی حکومت کے زمانہ میں ایران میں اسلام ایک قصہ ماضی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اسلامی حجاب کے نام پر باحجاب خواتین کے سر سے ان کی چادریں چھین لی جاتی تھیں اور مٹھی بھر شاہی اور درباری علماء کے علاوہ ملک کے نامور علماء دین کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔مغربی رعنائیوں کے سایہ میں اپنے وجود سے غافل ایرانی معاشرہ غفلت کی نیند سو رہا تھا انسانی حقوق کی حفاظت اور خواتین کی آزادی کے نام پر جگہ جگہ ایسی فحش محفلوں کا شاندار اہتمام دکھائی دیتا تھا جس سے اسلام کی جھلک تک محسوس نہ کی جاسکے۔ ملک کی اقتصادی شہ رگ پر شاہ اور اس کے مٹھی بھر ساتھیوں کا قبضہ تھا۔مختصر لفظوں میں تہران سے پیرس کی جھلک محسوس ہوتی تھی ۔ ایرانی مسلمان تفرقہ واختلاف کی آگ میں جھلس رہا تھا اور اکثر علماء پر شاہی حکومت کی جلادانہ سرگرمیوں کا رعب ودبدبہ طاری تھا اور ملا کی دوڑ مسجد کی چہار دیواری تک محدود ہو کر رہ گئی تھی ۔

ایسے ناگفتہ بہ ماحول میں وطن سے ہزاروں میل دور رہتے ہوئے بھی امام خمینیؒ نے انقلاب اسلامی ایران کی ایسی رہنمائی کی کہ رضا شاہ کو ایران چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور امام خمینیؒ ہر طرح کی خفیہ واعلانیہ دھمکیوں کے باوجود غیر ملکی جہاز پر سوار ہو کر پہلی فروری کو ایران آگئے ۔ عالمی ذرائع ابلاغ عامہ کے ذریعہ یہ شبہ بھی ظاہر کیا جارہا تھا کہ ممکن ہے وہ طیارہ جس پر خمینیؒ سوار ہیں وہ کسی دھماکہ خیز سانحہ کا شکار ہوجائے لیکن اپنے مشاورین کی اطلاعات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہجرت پیغمبر کی رات پیغمبر کے بستر پر آرام سے سونے والے علی کی پیروی کرنیو الے امام خمینیؒ تہران کے لئے روانہ ہوگئے اور مکمل اعتماد کے ساتھ انھوں نے اپنے وطن کی خاک پر دوبارہ قدم رکھا اور کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے بغیر یہ اعلان کرنے میں ذرہ برابر تاخیر نہیں کی ایران میں ایسی اسلامی جمہوری حکومت قائم ہوگی جس کا مشرقی یا مغربی بڑی طاقت سے

کوئی سروکار نہ آئے گا بلکہ یہ حکومت قرآن وسنت پر مشتمل ایرانی آئین کی پیرو ہو گئے۔ دین اور سیاست میں کوئی علیحدگی نہ ہوگی بلکہ سیاسی حکمراں دینی اصول وعقائد کی پیروی کے پابند ہوں گے۔ مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی حکومت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے والوں کو غیر اسلامی حرکتوں کی اجازت نہ دی جائے گی۔ اسلام نے عورتوں کو جو مساوی حقوق عطا کئے ہیں وہ انھیں باقاعدہ فراہم کئے جائیں گی۔ صرف مسلمانوں کے درمیان اتحاد ہی نہیں بلکہ انسانی اتحاد جیسے مشن میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وحدت انسانی کی راہ میں عملی قدم اٹھائے جائیں گے اور ایران میں موجود کسی بھی سیاسی یا سماجی تنظیم یا جماعت کو غیر ملکی اشاروں پر رقص کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام خمینیؒ نے یکے بعد دیگرے اپنے اسلامی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا کہ دنیا کی تمام بڑی طاقتوں کی دشمنی مول لینے کے بعد ایران پرسکون ماحول میں زندگی بسر کر سکے۔ چنانچہ ان بڑی طاقتوں نے مہلک اسلحوں کی فراہمی کے ساتھ صدام کو ایران پر حملہ کرنے کے لئے راضی کر لیا اور جنگ کی ایسی آگ بھڑکائی جو آٹھ سال تک جاری رہی لیکن اس جنگ سے ایرانی حکومت کے حوصلوں میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ روز بروز ان کے حوصلے بلند ہوتے رہے۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر ہی ایران نے فلسطین کی حمایت کا اعلان کیا۔ اسرائیل سے اپنے تمام تعلقات توڑ لئے۔ جس عمارت میں اسرائیلی سفارت خانہ قائم تھا اس میں فلسطینی سفارت خانہ قائم ہو گیا تفرقہ واختلاف ملکی اور عالمی سطح پر مذہب اسلام کی مختلف شاخوں کے درمیان اتحاد کا ماحول پیدا کیا اور ایران میں اس مسئلہ تفرقہ واختلاف کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا۔ اسلامی حجاب کی پیروی کے ساتھ ایران کی اسلامی جمہوری حکومت نے ایرانی خواتین کو ان کے جملہ جائز حقوق سے مالا مال کر دیا۔ چنانچہ آج ایران میں یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکول میں درس حاصل کرنے والے طلبا کے درمیان خواتین کی اکثریت ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ایرانی خواتین دن دونی رات چوگنی ترقی کر

رہی ہیں۔

داخلی سطح پر ہر شعبہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے انقلاب اسلامی ایران نے عالمی اور بالخصوص اسلامی دنیا سے جڑے ہوئے مسائل کو حل کرنے میں بھی مثبت اور نمایاں کردار ادا کیا ہے چاہے وہ اسلامی کانفرنس تنظیم کی قیادت کا میدان ہو یا کویت سے حملہ آور عراقی افواج کی غیر مشروط اور فوری واپسی کی بات، ایران کی اسلامی جمہوری حکومت نے اپنی مخصوص راہ و روش کی پیروی کی ہے جو اسلامی اصول و قوانین کے مطابق ہو۔ علاقائی اور عالمی سطح پر ہونے والے عظیم اجتماعات کے دوران بھی اس انقلاب اسلامی کی تبلیغ کرنے والوں ہر موڑ پر حق کی حمایت کرتے ہوئے باطل کی اعلانیہ مخالفت اور اس سے اپنی بیزاری کا اعلان بھی کیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب جوہری بم کی تولید اور مہلک اسلحوں کی فراہمی کی عالمی دوڑ کا سلسلہ شروع ہوا اور عالم بشریت پر ہلاکت و نابودی کے بادل چھانے لگے اور عالمی سطح پر تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ کی تھیوری کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلام کی نابودی اور مسلمانوں کے قتل عام کی سازش کا جال پھیلایا جانے لگا اور اسلام و مسلمانوں کو دہشت گردی سے جوڑتے ہوئے مقدس اسلامی فرائض مثلاً جہاد اور شہادت کو بدنام کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو مباہلہ پر مبنی سیرت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے دنیا کے واحد اسلامی جمہوری ملک ایران کے صدر حجت الاسلام محمد خاتمی نے اقوام متحدہ کے اجلاس میں یہ مطالبہ پیش کیا کہ اکیسویں صدی کے پہلے سال ۲۰۰۱ء کو "تہذیبوں کے درمیان گفتگو" کا سال قرار دیا جائے۔ یہ مطالبہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام صلح و سلامتی اور مذاکرہ و گفتگو کے ذریعہ مسائل کے حل کا طرفدار ہے۔ کل پیغمبر اکرمؐ نے جگہ جگہ پر عیسائیوں اور یہودیوں کو مذاکرہ و گفتگو کی دعوت دی تھی آج ان کی سیرت دنیائے بشریت کو یہ پیغام دے رہی ہے کہ ٹکراؤ کا انجام نابودی اور گفتگو کا انجام صلح و سلامتی ہے۔ اسی طرح انسانی حقوق کی حفاظت و بحالی کے سلسلے میں اسلامی جمہوریہ ایران کے حکمراں کوفہ کے گورنر مالک اشتر کے نام جاری کئے گئے اس علوی فرمان کو نمونہ عمل بنائے

ہوئے ہیں جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔'' اے مالک! تمہاری حکومت میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک تمہارے ایمانی بھائی ہیں جو تمہارے ہم مسلک و ہم عقیدہ ہیں اور دوسرے تمہارے انسانی بھائی ہیں۔ اور تمھیں دونوں کا خیال رکھنا ہے۔ پس تم ان کی غلطیوں کو اس طرح نظر انداز کر دینا جیسے تم خطاؤں کے سلسلے میں اپنے مالک و خالق سے عفو و معافی کے طلبگار ہو۔''

بہرحال انقلاب اسلامی ایران اپنی زندگی کے ۲۶ سال پورے کر چکا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انقلاب فرانس کے بعد اس انقلاب کو دنیائے بشریت کا سب سے بڑا واقعہ کہا جاسکتا ہے جس نے صرف مسلمانوں کی نہیں بلکہ کمزور طبقہ کے لوگوں اور حق پسندوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی ہے اور ۲۶ سال کی اس لمبی مدت کے دوران یہ انقلاب جن صبر آزما مراحل سے گزرا ہے اسکو نگاہ میں رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس انقلاب کو تائید الٰہی حاصل رہی ہے۔ لیکن اس انقلاب عظیم کی ۲۶ ویں سالگرہ کے موقع پر ایران کے خلاف امریکہ اور اسرائیل کی حالیہ دھمکیوں کی طرف اشارہ کئے بغیر اس مقالہ کی تکمیل قدرے ناانصافی معلوم ہوتی ہے اور فوجی کاروائی اور ممکنہ حملے کی دھمکی اس انقلاب کے لئے کوئی نئی بات نہیں معلوم ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ بات نہیں رہ گئی ہے بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ایران میں امریکی ناکہ بندیوں اور دھمکیوں کے سایہ میں سانس لینے والے لوگوں کی ایک جوان نسل تیار ہوگئی ہے اور ذاتی دفاع و نظام دنیا کے ہر انسان کا بنیادی حق ہے لیکن یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ یہ دھمکیاں ایسے وقت میں دی جارہی ہیں جبکہ ایرانی عوام اپنے اسلامی انقلاب کی سالگرہ کے ساتھ ہی ساتھ اس ماہ محرم کے استقبال کی تیاری میں بھی سرگرم ہیں جس کے بارے میں اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشان امام خمینی ایران قوم کو یہ بتا کر گئے ہیں کہ ''یہ اسلامی انقلاب محرم کا عطیہ ہے تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ حسین مظلوم کی قربانی کا سرمایہ ہے اور اگر حق و باطل کے درمیان ٹکراؤ کی صورت ہو تو ہر زمین سرزمین کربلا اور ہر روز روز عاشورہ ہے۔ اور اس پیغام کی آفاقیت کا اندازہ

اس بات سے لگایا جاسکتا ہے پوری دنیائے بشریت کی ہدایت کی ذمہ داری کے ساتھ نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید یہ اعلان کررہا ہے کہ "خدا کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی بارگاہ سے رزق حاصل کرتے ہیں۔" آج دشمن بھی معترف ہے کہ ایران اسلام کی راہ پر گامزن ہے اور یہی راہ اسلام و راہ حق ہے۔